علّامہ اقبال اور جاگیرداری نظام

از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

علامہ اقبال نہ صرف مفکر پاکستان تھے بلکہ اس کی ترقی کے لئے اسلام کے معاشرتی نظام کی برکات بھی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے اپنے کلام میں جابجا وقت کے بڑے ناسور سود' سرمایہ داری اور جاگیرداری کے خلاف نعرہ بلند کیا۔ اور اردو' فارسی اور نظم و نثر میں جگہ جگہ اس غیر انسانی اور ظالمانہ سسٹم کے خلاف اپنا احتجاج منظر عام پر لائے۔ موصوف محترم زمین کو ملکیت کے بجائے متاع قرار دیتے ہیں جس سے انسان کو ایک مختصر مدت کے لئے حق انتفاع بقدر محنت دیا گیا ہے۔ وہ بار بار "الارض للہ" کا نعرہ لگاتے ہیں اور جیسا کہ چوہدری مظفر حسین صاحب نے وضاحت کی ہے' ان کے نزدیک چونکہ زمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نوع انسانی کے لئے آب و نان مہیا کرنے کا وسیلہ ہے' اس لئے وہ اس کی "امانت" کی حیثیت پر زور دیتے ہوئے کسی فرد (خواہ وہ مزارع ہو یا مالک)' کسی بادشاہ یا کسی حکومت کا زمین پر ایسا حق تسلیم کرنے کے روادار نہیں جو انصاف اور مفاد عامہ کے خلاف ہو {۱} جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے واضح ہوتا ہے۔ بانگِ درا کی ایک نظم ہے:

تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز
دونوں یہ کہہ رہے تھے مرا مال ہے زمیں
کہتا تھا وہ کرے جو زراعت' اسی کا کھیت
کہتا تھا یہ کہ عقل ٹھکانے تری نہیں
پوچھا زمیں سے میں نے کہ ہے کس کا مال تو
بولی مجھے تو ہے فقط اس بات کا یقیں
مالک ہے یا مزارع شوریدہ حال ہے
جو زیرِ آسماں ہے' وہ دھرتی کا مال ہے {۲}

اسی مضمون کو "بالِ جبریل" میں "الارض للہ" کے عنوان سے یوں بیان کرتے ہیں۔ دلائل کی کاٹ' لہجے کا جوش...... اور اظہار کی شدت لائق توجہ ہے :

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کس نے بھردی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟
دِہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں' تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں' تیری نہیں' میری نہیں {۳}

چنانچہ لگی لپٹی رکھے بغیر برملا انداز میں اقبال زمین کو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت قرار دیتے ہیں اور صرف عارضی مدت کے لئے بقدر محنت و ضرورت اس سے فائدہ اٹھانے کے حق میں ہیں۔ "جاوید نامہ" میں کہتے ہیں :

حق زمیں را جز متاعِ ما نگفت
ایں متاعِ بے بہا مفت است مفت
دہ خدایا' نکتۂ از من پذیر
رزق و گور ازوے بگیر او را مگیر {۴}

"یعنی (خدا کے سوا) زمین کا کوئی مالک نہیں۔ یہ تو وہ قیمتی متاع یا امانت ہے جو اللہ نے انسانوں کو مفت مہیا کی ہے۔ چنانچہ جاگیردار یا زمیندار کے لئے میری نصیحت ہے کہ وہ اس سے صرف (بقدر ضرورت) رزق پیدا کرے اور قبر کے لئے جگہ حاصل کرے' جبکہ اس کا مالک بننے کی کوشش نہ کرے"۔

اسی نکتے کی مزید وضاحت جمال الدین افغانی کی زبانی یوں بیان کرتے ہیں۔

رزقِ خود را از زمیں بردن رواست
ایں متاعِ بندہ و مِلکِ خداست
بندۂ مومن امیں' حق مالک است
غیرِ حق ہر شے کہ بینی ہالک است

آب و نانِ ماست از یک مائدہ
دودۂ آدم "کَنَفسٍ وَّاحِدَہ" {۵}

"زمین سے (بقدر ضرورت) رزق حاصل کرنا ہی جائز ہے کہ اس کا مالک صرف خدا ہے اور بندے کے پاس تو یہ محض امانت (متاع) ہے اور چونکہ اس کا مالک خدا کے سوا کوئی نہیں اور مردِ مومن اس کا محض امانت دار ہے' اس لئے جب وہ اپنے حق سے تجاوز کرتے ہوئے اس کا مالک بننے کی کوشش کرے گا' تو گویا موت اور بربادی کا سامان کرے گا۔ بنی آدم ایک خاندان کی حیثیت رکھتے ہیں اور زمین سب کے آب و نان کا مشترکہ دسترخوان ہے"۔

اقبال کے نزدیک مسئلہ ملکیت زمین اتنا اہم ہے کہ انہوں نے پہلو بدل بدل کر اس کا تذکرہ کیا ہے اور بار بار اپنے اس موقف پر زور دیا ہے کہ زمین کا مالک خدا کے سوا اور کوئی نہیں اور جب انسان اس متاع یا امانت کے مالک بنیں گے تو یہ دراصل ابلیس کی تقلید ہو گی اور اس سے شر اور فساد کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس لئے مسئلے کا حل محض یہی ہے کہ حق دار کو حق واپس کیا جائے اور انسان زمین کو صرف ایک امانت سمجھ کر اس سے استفادہ کرے۔

اے کہ می گوئی متاع ما زِ ما ست
مرد ناداں! ایں ہمہ مِلکِ خدا است
ارضِ حق را ارضِ خود دانی بگو
چیست شرحِ آیۂ لَا تُفسِدُوا
ابنِ آدم دل بابلیسی نہاد
من ز ابلیسی ندیدم جز فساد
کس امانت را بکارِ خود نبرد
اے خوش آں کو مِلکِ حق با حق سپرد {۶}

مشہور نظم "ابلیس کی مجلس شوریٰ" میں ابلیس آئینِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جب خوفزدگی کا اظہار کرتا ہے تو اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ نظام۔

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
بادشاہوں کی نہیں' اللہ کی ہے یہ زمیں {۷}

زمین کے بارے میں علامہ مرحوم کے نظریات اتنے محکم ہیں کہ اس کا اظہار انہوں نے جابجانثر میں بھی کیا ہے۔ چنانچہ موصوف محترم کے مصاحب خاص سید نذیر نیازی اپنی گرانقدر تصنیف "اقبال کے حضور" میں مرحوم کی گفتگوؤں کے حوالے سے ان کے متذکرہ موقف پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وفات سے چند ماہ قبل ۴ جنوری ۱۹۳۸ء کو نیازی صاحب کے سوال کے جواب میں علامہ نے فرمایا :

"دراصل ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے فقہاء نے زمین کے مسئلے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا بہ تحقیق مطالعہ کیا جائے۔ پھر ماہرین فن موجودہ حالات کی رعایت سے اس مسئلے پر غور کریں۔ زمین کی بہرحال یہ حیثیت نہیں کہ ہم اس پر عام اشیائے استعمال کی طرح افراد کا حق ملکیت تسلیم کریں"۔

مزید ارشاد فرمایا :

"لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام کا قانون وراثت بڑا خوب ہے۔ اس کی غایت دولت کی تقسیم در تقسیم ہے تاکہ زراندوزی کی نوبت آئے نہ اجارہ داری کی' نہ جاگیریں ہوں' نہ زمیندار اور کاشتکار کا باہمی نزاع۔ یوں نظام سرمایہ داری پر بھی کڑی ضرب لگتی ہے۔ رہی زمین' سو زمین اللہ کا مال ہے"۔{۸}

خواجہ عبدالرحیم کے نام ایک خط میں بھی علامہ نے اپنا یہی موقف بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں :

"اسلام کے نزدیک زمین وغیرہ امانت ہے۔ ملکیت مطلقہ جس کو قدیم و جدید قوانین تسلیم کرتے ہیں میری ناقص رائے میں اسلام نہیں ہے"۔{۹}

اس مسئلے کی مزید توضیح علامہ مرحوم کے مکتوب مورخہ ۱۱/ دسمبر ۱۹۳۴ء میں ملاحظہ ہو جو مولانا راغب احسن کے نام لکھا گیا۔ اس میں جاوید نامہ کے عنوان "ارض ملکِ

خداست" والے اشعار کا حوالہ بھی ہے جن میں سے چند اوپر نقل ہوئے ہیں۔ اس خط کی مدد سے مسئلہ ملکیت زمین کے بارے میں ایک مفصل مقالہ بلکہ کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ علامہ اپنے خط میں لکھتے ہیں :

"اس بحث میں جو کچھ میرے خیالات ہیں ان کا اظہار جاوید نامہ میں کر چکا ہوں۔ قرآن پاک میں تو ارض کے متعلق کئی دفعہ آیا ہے کہ الارضُ لِلّٰہ اور حضرت آدم سے بھی یہی کہا گیا کہ تمہارے لئے ارض مستقر اور متاع یعنی فائدے کی چیز ہے۔ اسلام کے نزدیک ملکیت صرف اللہ کی ہے۔ مسلمان صرف اس چیز کا امین ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ میری رائے میں اگر کوئی مسلمان اپنی پرائیویٹ زمین وغیرہ کا غلط استعمال کرے تو حاکیت اسلامیہ کا حق ہے کہ وہ اس سے باز پرس کرے۔ یہی وہ نکتہ ہے اسلام کا جس کو یورپ میں مسولینی نے خوب سمجھا ہے۔

غالباً امام محمد یا ابو یوسف سے خلفائے عباسیہ میں سے کسی نے فتویٰ زمین کی ملکیت کے متعلق طلب کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ زمین اس کی ملکیت ہے جو اس کو زندہ رکھ سکے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین کا مالک امام کے نزدیک وہی ہے جو حقیقت میں اپنی محنت سے اسے کاشت کرتا ہے نہ وہ شخص کہ گھر میں بیٹھا بٹائی لیتا ہے۔ حضور رسالت مآبؐ نے تو حیوانوں پر بھی شفقت کی ہے اور حکم دیا ہے "المرعیٰ لِلّٰہ ورَسولِہ" یعنی چراگاہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ملکیت ہیں کسی شخص کی پرائیویٹ ملکیت نہیں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس بعض احادیث میں دو منزلہ مکان بنانے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ غرضیکہ اس معاملے میں مفصل بحث اور ریسرچ کی ضرورت ہے۔ اس پر آج تک کسی نے نہیں لکھا۔ مسلمان علماء اپنی غفلت سے اسلامی عقائد پر بحث مباحثے کرتے رہے اور اسلام کے معاشرتی نظام کی طرف کسی نے (شاید سوائے شاہ ولی اللہؒ کے) توجہ نہیں کی۔ اب اس زمانے میں معاشرتی نظام اسلام کی تفصیلات کی ضرورت ہے کیونکہ لوگ موجودہ زمانے

کے اقتصادی سوالات کی وجہ سے عقائد مابعد الطبیعی میں دلچسپی نہیں لیتے۔ بحیثیت مذہب کے اسلام کی کامیابی کا دارومدار اس پر ہے کہ اس کے معاشرتی نظام کی افضلیت زمانہ حال کے نظاموں پر ثابت کی جائے۔ یورپ اور اسلام کی رقابت ہمیشہ رہی ہے مگر اس سے پہلے اس کا انتہائی نقطہ حروب صلیبیہ تھا اب یورپ اور اسلام کی جنگ تلواروں کی نہیں بلکہ معاشرت کے نظاموں کی ہوگی۔ یعنی فسطائیت' بولشزم اور اسلام وغیرہ Plans پر معرکہ آرا ہوں گے۔ مسلمانوں میں تو اس وقت اس مطلب کے آدمی موجود نہیں' کیا عجب یورپ کے مفکر خود اس نظام کا انکشاف کرلیں۔ یہ امر مشکل بہت ہے' کیونکہ مذہب اسلام پر قرون اولی سے ہی مجوسیت اور یہودیت غالب آئی' یعنی اسلام کے اصل افکار کو یہودی اور مجوسی افکار نے عوام کی نگاہوں سے چھپالیا۔ میری ناقص رائے میں اسلام آج تک بے نقاب نہیں ہوا۔ افسوس کہ علالت کی وجہ سے آپ کو طویل خط نہیں لکھ سکتا' جو کچھ میں نے لکھا ہے محض اشارات ہیں' ان کی تفصیل اگر آپ سامنے ہوتے تو زبانی عرض کرتا۔ جاوید نامہ کے مختلف مقامات پر اس مسئلے کے مختلف پہلو آئے ہیں' اس کو شروع سے آخر تک پھر پڑھئے۔ آپ کی آگاہی کے لئے یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ قرآن نے تقسیم جائیداد کے متعلق جو قاعدہ دیا ہے اس کا اطلاق (میری ناقص رائے میں) زمین پر نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ صرف جائیداد منقولہ کے لئے ہے۔ مگر علماء کی رائے مختلف ہے اور مسلمانوں کی پریکٹس بھی اس بارے میں' جیسا کہ آپ کو معلوم ہے' مختلف ہے۔"

اقبال نے مقننہ پنجاب کا رکن ہونے کے دور میں (۱۹۲۶۔۱۹۲۹ء) اس ضمن میں بڑی زمینداریوں کے خلاف تقریریں کیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ نصف سرکاری زمین کاشتکاروں کو فروخت کی جائے اور قیمت اقساط میں وصول کی جائے۔ انہوں نے بڑے زمینداروں کا مالیہ بڑھانے اور معمولی اراضی رکھنے والوں کا لگان معاف کردینے

کامطالبہ بھی کیا تھا۔

دراصل علامہ اقبال کا مدعا، بقول چودھری مظفر حسین، یہ تھا کہ جس طرح پانی، ہوا اور روشنی کے وسائل، جن پر پوری انسانیت کی بقاء کا انحصار ہے، کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتے اسی طرح زمین بھی، خوراک پیدا کرنے کا ذریعہ ہونے کے اعتبار سے کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتی {۱۰} اور یہ نظریہ اگرچہ جاگیرداری نظام کی موجودہ گھما گھمی میں بظاہر اجنبی دکھائی دیتا ہے، مگر اسلامی تعلیمات کی روح کے عین مطابق ہے اور اس سلسلے میں قرآن حکیم، احادیث رسول اور جید ائمہ اور علماء کی تحریروں سے مثالیں دی جا سکتی ہیں، مگر خوف طوالت سے صرف شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ رائے اور قول فیصل نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں :

> "خدا کی یہ ساری زمین سب انسانوں کے لئے ایک مسجد اور سرائے کی طرح وقف ہے۔ جس طرح ایک وقف میں سب مسافروں کو فائدہ اٹھانے کا پورا پورا حق ہوتا ہے، اسی طرح سب لوگ خدا کے اس وقف (یعنی زمین) سے فائدہ اٹھانے میں برابر کے شریک ہیں"۔ {۱۱}

چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء، ماہرین قانون اور ماہرین زراعت باہم مل کر علامہ اقبال کے فرمودات کی روشنی میں کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس کے نتیجے میں جاگیرداری نظام کا مکمل خاتمہ ہو اور زمین سے سب انسان مشترک طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔ ظلم اور استحصال کی وہ صورت ختم ہو جو جسد وطن میں ناسور سے آگے بڑھ کر سرطان بن گئی ہے۔ یہ حقیقت بڑی تکلیف دہ اور کرب انگیز ہے کہ پاکستان میں ہمہ نوع مسائل جاگیرداری نظام کی کوکھ سے برآمد ہوئے ہیں اور یہ نظام وطن عزیز میں سیاسی، اخلاقی، معاشی، روحانی اور تہذیبی المیوں کا سب سے بڑا ذمہ دار ہے اور جب تک یہ قبیح اور انسانیت سوز سسٹم موجود ہے، ہم اس ہلاکت خیز گرداب سے کبھی نہیں نکل سکتے جس میں ہم بری طرح پھنس گئے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) اقبال کے زرعی افکار..... ص ۱۳ (۲) بانگ درا..... ص ۲۹۰

(باقی صفحہ ۳۲ پر)